ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

پروفیسر ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ
صدرِ شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سدرن پنجاب، ملتان ۔
ہاشم شیر خان
ایڈوکیٹ ڈسٹرکٹ بار، ڈیرہ غازی خان ۔
نعمل منیر
ایم فل اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

مزاح نگاری فنی مبادیات تاریخ وروایت

Prof. Dr. Imtiaz Hussain Baloch *
Chairman, Department of Urdu, University of Southern Punjab, Multan.
Hashim Sher Khan
Advocate, District Bar, Dera Ghazi Khan.
Naimal Munir
Mphil Urdu, Government college university, Lahore.
***Corresponding Author:** imtiazhussain@usp.edu.pk

Humorous Writing: Technical Foundations, History, and Tradition

Humorous writing occupies a significant position in literature as a creative expression that combines entertainment with intellectual and social insight. This study explores the nature, scope, and artistic dimensions of humor and satire in Urdu literature. It examines the distinction between satire and humor, highlighting how satire exposes social flaws through subtle criticism, while humor creates delight, amusement, and psychological relief. The article argues that successful humorous writing requires artistic refinement, intellectual maturity, and a balanced approach that avoids bitterness and offensiveness. The discussion further analyzes parody as an important branch of humorous literature, emphasizing its role in transforming

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

serious literary styles and themes into amusing yet meaningful representations. The views of prominent scholars and critics, including Dr. Anwar Sadeed, Dr. Wazir Agha, Rashid Ahmad Siddiqui, and others, are examined to illustrate the theoretical foundations of humor. The study also traces the historical development of Urdu humorous literature, with particular reference to Mir Jafar Zatli, Akbar Allahabadi, Patras Bukhari, Ibn-e-Insha, Mushtaq Ahmad Yousufi, and the influential journal Oudh Punch. Furthermore, the article investigates various forms and manifestations of humor, such as wit, parody, satire, ridicule, and comic expression, while distinguishing refined humor from vulgarity and abusive language. It concludes that humor serves not only as a source of laughter and entertainment but also as an effective medium for social criticism, moral reform, cultural reflection, and human interaction. Through its capacity to balance seriousness with amusement, humorous literature enriches both literary traditions and societal consciousness.

Key Words: *Critics, Illustrate, Historical, Development, Urdu Humorous Literature,Parody, Satire, Ridicule, Comic Expression, Vulgarity.*

عمیرہ احمد اور نمرہ

عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے کہ:

"المزاح فی الکلام کل ملح فی الطعام"

(کلام کے اندر مزاح ایسا ہی ہے، جیسے کھانے میں نمک)

مزاح لکھنا بچوں کا کھیل نہیں ہے طنز اور مزاح ایک دوسرے کی ضد تصور کیا جاتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کے امتزاج سے ہی ایک خوب صورت اور مسکراہٹ آمیز تخلیق کی اپچ نگاری ہوتی ہے، جو بے مثل جوہر تخلیق کا درجہ رکھتی ہے۔ ہر مزاح نگار کا اپنا ایک نظریہ فن، فکری اور گہری سوچ ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں سنجیدہ شاعر و ادیب تو کثیر تعداد میں مل جاتے ہیں مگر مزاح لکھنے والے معدودے چند ہی اپنی شاعرانہ و ادبیانہ حیثیت منوانے میں کامیاب ممتاز ہو پاتے ہیں۔ سعید واثق نے مزاح لکھنے کو پل صراط پر گزرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ طنز لکھنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ قصائی بن جائیں، اس کے لیے فن میں نزاکت اور نفاست کا ہونا

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ناگزیر ہے۔ طنز لکھنا بھی وسیع ظرف اور کھلے دل و دماغ کا ہونا اولین شرط گردانی جاتی ہے۔ طنز اور مزاح کی حرارت ایسی ہو کہ جھلسانے والی تپش بھی محسوس نہ ہو اور ناگواری وناپسندیدگی کا عنصر بھی پہنچنے نہ پائے۔

اردو اور فارسی ادب کے بعض نقاد طنز و مزاح کو باضابطہ اور باقاعدہ نصاب ادب میں تصور ہی نہیں کرتے، وہ اِسے ایک رجحان، رویے اور ردِ عمل کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں، اگر اُن کی یہ بات مان بھی لی جائے، تو یہ سوچ بھی پیدا ہوتی ہے کہ اگر اِسے ہم ادب کی صنف نہیں گردانتے، تو کون سا ایسا مقام اور زاویہ ہو گا، جس میں اِسے پرکھا اور برتا جا سکتا ہے، اور اِس کا رتبہ اور شجرہ متعین کیا جا سکتا ہے۔ طنز دو جُدا جُدا سرحدیں ہیں۔ طنز میں چھبن کا احساس دامن گیر رہتا ہے، جب کہ مزاح میں شگفتگی اور لطف پیدا کر کے سنجیدہ ماحول کو یکسر بدل دیا جاتا ہے۔ طنز و مزاح کے ملاپ سے جو چیز وجود میں آتی ہے، وہ سونے پہ سہاگہ کا سا کام دیتی ہے، جو قبول اور مقبول ہو جاتی ہے، اور اِس سے انفرادی و اجتماعی طور پر اصلاح کی گنجائش کا پہلو بھی نکل آتا ہے۔ دوسری صورت پیروڈی کی بھی ہوتی ہے۔:

پیروڈی میں اہل قلم یا فنون لطیفہ سے وابستہ کردار الٹے پاؤں چلنے لگتا ہے، اور جس میں کسی کی تخلیق کا رکا اسلوبِ فکر اور اندازِ تحریر کو یا پھر اُس کے جسمانی یا صوتی آوازوں یا پھر جسمانی کیفیت و ہیت (ڈرامیٹک انداز) کی سنجیدگی کو یکسر بدل کر ایک لطیف مزاح کا روپ سروپ منظر نامے پر آ جاتا ہے۔ اِس عملِ حسن سے شر و فساد اور اختلاف کا پیدا ہونا تقریباً غیر ممکن ہوتا ہے، اور جو عوامی مزاج و سماج میں میٹھے رَس کی طرح گھل مِل جاتا ہے، اور یوں قابلِ قبول اور مقبول بن جاتا ہے۔

ہاشم شیر خان نے مزاح کو سنجیدگی اور متانت سے جنم لینے کا تصور پیش کیا ہے۔ دنیائے ادب میں ایسی شخصیت نے مزاح نگاری میں گل افشانی کی ہے، جو اپنی طرزِ زندگی سنجیدگی سے گزارتے رہے، اور باغ و بہار محافل سے کوسوں ہی رہے، مگر فکاہیہ ادب میں بھی نام ور ثابت ہوئے۔ بعض شخصیات ایسی بھی تھیں، جن کی فطرت میں شوخی، بزلہ سنجی، لطیفہ گوئی، برجستہ اندازِ گفت گو اور لطیف طنز و مزاح کی حِس غیر معمولی حد تک تھی مگر انہیں قدرت حاصل نہ تھی، کہ وُہ اِسے صفحہ قرطاس پر انڈیل سکیں، اور اُن کی یہ ساری شوخیاں اور خوش گپیاں اُن کے ساتھ ہی منوں مٹی دفن ہو گئیں۔ بعضوں نے اِس فطرت کا فائدہ بھرپور اور لبریز اُٹھایا، اور دنیائے ادب کو وہ بہت کچھ دے گئے ہیں، جو ہماری ادبیات اور فنون لطیفہ میں عجوبہ تصور ہوتی ہیں۔ اُس کی ایک مثال ہم مرزا غالب کی دے سکتے ہیں، جنہیں مولانا الطاف حسین حالی نے حیران ظریف لکھا ہے۔[1]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

غالب کا اندازِ مزاح فطری اور برجستہ تھا، اُسے ہر گز یہ بھی ادراک نہ تھا، کہ وہ خطوط میں جو کچھ بھی لکھ رہے ہیں، وہ مزاح اور ظرافت کا رنگ اختیار کرتا جارہا ہے، بعد میں غالب نے یہ محسوس بھی کر لیا تھا۔ مرزا غالب کی سنجیدہ فکری شاعری، ان کی بزلہ سنجی، شوخی اور برجستہ لطیفہ گوئی دو الگ الگ دھاروں میں طلاطم برپا کیے ہوئے ہیں۔ غالب کے خطوط میں شوخیاں اور لطیف پیراؤں کا ایک جہاں آباد ہے، جنہیں بار بار پڑھ کر بھی قاری اکتاہٹ اور بوریت محسوس تک نہیں کرتا، اور بھی سنجیدہ نام ور شخصیات ہو گزری ہیں، جو نجی محافل میں ساغرِ ظرافت انڈیلتے رہے، اُن میں خاص کر سرسید احمد خان، علامہ اقبال اور آغا حشر کاشمیری وغیرہ اپنی مثال آپ تھے، جن کی لطیفہ گوئیاں، بذلہ سنجیاں اور ظرافت طرازیاں بزمِ دوستاں میں بے قابو رہتی تھیں، ویسے حسِ مزاح کسی بھی زیادہ، کسی میں کم ہر حیوانِ ناطق میں فطرتاً ودیعت ہوتی ہے، کوئی اِس نعمت کو بروئے کار لاتا ہے، اور کوئی اِس حِس جمالیت کو اپنے اندر دبا کر اِسے خاموش کر دیتا ہے۔ اِس حوالے سے شاعرہ و ادیب چوں کہ معاشرے میں حساس ترین اور شان دار افرادِ نابغہ ہوتے ہیں، اِس لیے خاص و عام افراد کی نسبت اُن میں موجود یہ حِس کہیں زیادہ ودیعت ہوتی ہے اور وہ اِس کا اظہار بھی بھرپور طریقے سے کرنا بھی خوب جانتے ہیں، اِس لیے یہ معاشرے میں اپنے فن کو متعین کرنے اور پھیلانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

دنیائے ادب میں طنز و مزاح کی کیفیت نظم و نثر میں پائی جاتی ہیں، جو ذہنی آسودگی کا باعث اور آزردگی کے نجات کا سبب بنتی ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ:

"مزاح زندگی کی جامد سنجیدگی میں مسکراہٹوں کے ستارے چمکانے کا نام ہے۔"[۲]

ڈاکٹر انور سدید کی یہ بات وزن رکھتی ہے، جو انہوں نے سنجیدگی کو جامد کے ساتھ جڑت دی ہے۔ دوسرے معنوں میں ہم یہ بھی لے سکتے ہیں کہ سنجیدگی فکر اور متانت کی غمازی ضرور ہوتی ہے، مگر یہی سنجیدگی بعض اوقات انتہا کی ذہنی بے سکونی اور کرب میں بھی مبتلا کر دیتی ہے، جسے دُور کرنے کے لیے ناگزیر ہو جاتا ہے کہ انسان ایسے ماحول سے ہٹ کر ایسی محفل کا حصہ بن جائے یا پھر ایسے ادبی فن پارے وغیرہ کا سہارا لے، جس سے اُس کے لمحات خوش گواری، لطیفہ گوئی اور مزاح کے کرداروں میں بھی بسر ہوں، جس سے قلب و روح میں مثبت تاثر پیدا ہو۔ بقول خاصے:

"مزاح کا مثالی تصور ہمیں شاعری، نثری فن پاروں یا پھر کسی ڈرامیٹک کرداروں سے ہی مل سکتا ہے۔"

ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

اسی طرح راجر فاؤلر کے مطابق:

"مزاح وہ بالواسطہ حربہ ہے، جس کے وسیلے سے انسان اپنے گرد و پیش میں موجود کرداروں کا مشاہدہ کرتا ہے۔"(۳)

گویا مزاح ہمارے سماج کے کرداروں میں اتنا پھیلا ہوا ہے کہ جسے محسوس کرنے میں کرنے کے لیے بھی انسان کے اندر موجود حِس مزاح کی ضرورت ہوتی ہے۔

سٹیفن لیکاک کی رائے یہ ہے کہ:

"مزاح زندگی کی نہ ہمواریوں کے اِس ہمدردانہ شعور کا نام ہے، جس کا فن کارانہ اظہار ہو جائے۔"(۴)

طنز و مزاح سے بھی ایک الگ صنف "یاوہ گوئی" کی صورت میں بھی ہماری اردو ادبی تاریخ میں جگہ پا گئی ہے۔ جس کا سب سے قد آور حوالہ میر جعفر زٹلی کی یاوہ گوئی سے مل سکتی ہے۔ جو فارسی اور اردو میں جگہ پا گئی ہے۔ میر جعفری زٹلی کے قتل کا موجب بھی خود سری کی حد تک طنزیہ و مزاحیہ اسلوب بنا، جس کا قاتل بادشاہ فرخ سیر ٹھہرا، جس پر میر جعفر زٹلی نے بغاوت کے انداز میں ایک فکائیہ طنزیہ نظم لکھ ڈالی۔ جعفر زٹلی کی طرز کے ان گنت شاعر گزرے ہیں، جن میں ساوجی، کلیم شفائی، شیدا، مُلا شیری، طالب آملی، وحشی یزدی اور چرکیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ اور ہاشم شیر خان اپنے ایک اشتراکی مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

"یاوہ گوئی اور مثبت مزاح میں فرق کرواہٹ اور شہد کا سا ہے۔ یاوہ گوئی کو ہم کبھی بھی تہذیبی اقداروں میں جگہ نہیں دے سکتے، جب کہ شعری و نثری مزاحِ لطیف کو اِس ترازو میں تولا اور پرکھا جا سکتا ہے، جو پڑھنے اور سننے والے کو اس کے خالق کے فن سے قریب تر کر دیتی ہے اور اُس کے حلق میں رس گھول دیتی ہے۔"(۵)

ایک لطیف مزاح کے مقابلے میں یاوہ گوئی کو ہماری تہذیب اور ادبیات میں کوئی اہمیت و فضلیت اور مقام حاصل نہیں رہا، اردو، فارسی ادب تو کیا دنیا کی کسی بھی زبان وادب میں فوقیت نہیں دی جاتی اور اس کی ناقدری کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اِس یاوہ گوئی میں میر جعفر زٹلی کی اپنی نظموں، قطعات اور اشعار میں بھی بعض مقامات پر اشاروں اور کنایوں میں ایسی بات آشکار ہوتی ہے، جو قاری کو طنز و مزاح کی طرف لے جاتی ہے۔ یاوہ گوئی سے ہٹ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

کر اگر میر جعفر زٹلی طنز و مزاح میں سر تاپا طبع آزمائی کرتا، تو وہ ہر عہد کا بے مثل طنزیہ اور فکائیہ شاعر ہوتا، مگر شومیٔ قسمت وہ یہ کھیتی نہ اُگا سکا۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں:

"مزاح کے طفیل انسان اور انسان کے مابین ایک ناقابل شکست رشتہ معرض وجود میں آ جاتا ہے۔"(۶)

اچھا مزاح لکھنے والا تخلیق کار دراصل قاری کو خود سے قریب تر کر دیتا ہے اور قاری اس کی زبان بولنے لگتا ہے۔

رونالڈ خاکسن نے لطیف مزاح نگار کو ایک خرگوش کے ساتھ بھاگتے ہوئے تشبیہ دی ہے، جسے دیکھنے والوں کے لبوں میں مسکراہٹ مچلنے لگتی ہے۔ اُس کے اِس فکائیہ اثر و نفوذ سے مسرت اور بہجت کی آب یاری کا بیج معاشرتی رویوں کے ذائقے میں چاشنی کی صورت میں نمو پانے لگتا ہے۔(۷)

اردو ادب میں شاعروں اور نثر نگاروں کا کم نہ ہونے والا ایک ہجوم موجود ہے، جو اپنی شعری تخلیقاتوں اور نثری پاروں سے ادبی تاریخ میں مستحکم اضافے کا موجب بنے ہوئے ہیں، مگر اُن کے برعکس "معدودے چند" طنزیہ و فکائیہ شاعر اور نثر نگار ہمیں ہر دور میں نصیب ہوتے رہے ہیں، اگر سنجیدہ اور فکائیہ شاعروں اور نثر نگاروں کا فنی مقدار کا تقابلی موازنہ کیا جائے، تو یہی "معدودے چند" سنجیدہ ادب تخلیق کرنے والوں پر حاوی نظر آئیں گے، اور یہیں "معدودے چند" اِس طنزیہ و فکائیہ صنف کی عمارت کو سنبھالا دے رکھا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں طنز و مزاح کی ایک مستحکم اور شان دار ادبی روایت موجود تھی۔ غالب کے خطوط ہوں یا رسالہ "اودھ پنچ" ہو، اُس قدیم عہد میں طنز و ظرافت کا گلشن آباد رہا، بعد میں آنے والوں میں خاص کر فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، ابن انشا، پطرس بخاری، مشتاق احمد یوسفی، شفیق الرحمٰن، مولانا صلاح الدین احمد، مشفق خواجہ، غلام الثقلین نقوی، صدیق سالک، فکر تونسوی، کنہیا لعل کپور، کرنل محمد خان، مرزا محمد منور، دلیپ سنگھ، مناظر عاشق ہرگانوی، سلمان بٹ، انور مقصود، یونس بٹ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ اِسی طرح طنز و مزاح شاعروں کی فہرست بھی طویل نہیں ہے، جن میں خاص کر اکبر الہ آبادی کے کنہیالال کپور، سید انشا، ناصر علی وغیرہ شامل ہیں۔ اُن کے بعد کے شعرا میں دلاور فگار، رضا نقوی، آفتاب لکھنوی، احمق لکھنوی، احمق پھپھوندوی، ناظر خیامی، سید ضمیر جعفری اور انور مسعود نمایاں رہے۔ اِسی طرح پیروڈی نظموں، قطعات اور شعر لکھنے والے بھی "معدودے چند" ہی رہے۔ اِس حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا رقم طراز ہیں کہ:

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

"اردو شاعری میں اِس صنف کو رواج دینے والے اکبر الہ آبادی اور رتن ناتھ سرشار تھے یا پھر تربھون ناتھ، ہجر اور مولانا جنوبی تھے، جنہوں نے اودھ پنچ کی صفحات میں تحریف کے بعض اچھے نمونے پیش کیے تھے۔"(۸)

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے کنہیالال کپور کی لکھی ہوئی پیروڈی "غالب ترقی پسند شعرا کی ایک مجلس میں" کو اردو کی پہلی باضابطہ پیروڈی قرار دیا ہے۔(۹) اردو شعرا میں معصرانہ چشمکوں اور شیخ وواعظ کے ساتھ خوا مخواہ کی یک طرفہ مناقشوں نے بھی طنز و مزاح کی ایک گرم سبیل کھولے رکھی۔ اردو شعرا نے فارسی شاعروں کی تتبع میں طنز و مزاح کا یہ محاذ برپا کیے رکھا۔ عبدالسلام ندوی کے یہ خیالات جچے تلے اور درست معلوم ہوتے ہیں کہ:

"قدیم زمانے میں جب اسلامی سلطنت قائم تھی، تو اس وقت محکمہ احتساب بھی قائم تھا، جس کا تمام تر مذہبی اور اخلاقی جرائم پر داد گیر کرنا تھا۔ اِس لیے جب آوارہ مزاج لوگوں پر اس محکمے کے افسروں کی جانب سے جو زیادہ تر مذہبی لوگ ہوتے تھے، داد گیر ہوتی، تو اِن لوگوں میں جو شاعر ہوتے تھے، وہ اشعار کے ذریعے اس کا انتقام لیتے تھے۔ اردو شاعری میں اس قسم کے رندانہ خیالات محض فارسی شاعری کی تقلید میں آئے۔"(۱۰)

اشعار میں تحریف ایک لطیف فن قاری ہے، یعنی نثری فن پاروں اور شعری گلستانوں کو فنی مہارت اور ظرافت کے ساتھ تحریف کرنا پیروڈی کہلاتی ہے۔ یہ محض قاری کے لیے ضیافتِ طبع ہوتی یا پھر کسی کی مشہور تخلیق پیروڈی بنا کر اس کے خالق کے کوزچ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ اُسے اپنی فنکاری اور شوخی بھی دکھانی ہوتی ہے، بہرحال اِس سے احوال و اصلاح کا کام لینا بھی مقصد ہوتا ہے۔ دنیائے فکائیہ نگاری کی تاریخ میں ہمیں دوسری زبانوں میں بھی پیروڈیاں ملتی نظر آتی ہیں، خاص کر انگریزی ادب میں یہ باقاعدہ ایک صنف کے طور پر گردانی جاتی ہے۔ عربی اور فارسی پیروڈیوں کے مقابلے میں ہمیں اردو پیروڈی کا ایک خاص معیار نظر آتا ہے۔ مزاح سے ان گنت شاخیں نکلتی ہیں، جن میں بذلہ سنجی (wiT) ضلع جگت (PUN) ہجویہ (Punch) ہزل (ABSURDITY) اور شوخی (PROLIC) تصور کی جاتی ہیں۔

"اودھ پنچ ۱۸۷۷ء- ۱۹۱۲ء سب سے پہلا رسالہ تھا، جو ایک تحریک کے طور پر نکلتا رہا۔ طنز و مزاح میں مشہور قلمی کردار "حاجی بغلول" کے خالق اور ناول نگار منشی سجاد حسین نے اِس رسالے کے بانی تھے۔ یہ اردو طنز و مزاح میں بانی رسالہ مانا جاتا ہے۔ اِس رسالے میں شائع ہونے والے مضامین اور اداریے وغیرہ سر سید احمد خان کے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN(P): 2709-9636 | ISSN(O): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

خلاف اُس وقت ردِ عمل کے طور پر سامنے آنے شروع ہوئے، جب انہوں نے اصلاحی تحریک کی بنیاد رکھی تھی۔ جس کا غیر مثبت پہلو یہ سمجھا گیا کہ اِس تحریک سے مسلمان اپنی اسلامی روایات اور مشرقی تہذیب سے کوسوں ہو رہے ہیں، اس لیے اودھ پنچ نے ظریفانہ انداز میں سر سید احمد خان کو ہدف تنقید بنانا شروع کیا۔ اِس میں ہندوستانی کے بدیسی حکمرانوں اور یورپین تہذیب و ثقافت اور طرز بود و باش پر بھی کاری ضربیں لگائی گئیں۔ "اودھ پنچ" کے آغاز سے ہی ہندوستان میں طنز و مزاح اور اس سے مناسبت رکھنے والے تمام حوالوں کا بھی آغاز ہوا۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں کہ:

> " اودھ پنچ کے معرضِ وجود میں آنے کے لیے یہ مناسب ترین وقت تھا، کیوں کہ دونوں طبقوں کے جذباتی ردِ عمل کو ہدف تنقید بنانا وقت کے سب سے بڑی ضرورت تھی، تاکہ ان کے اعمال میں کسی نہ کسی حد تک توازن پیدا ہو سکے، چنانچہ اودھ پنچ کو یہ تاریخی اہمیت حاصل ہے کہ اس نے جہاں مغرب کی اندھا دھند تقلید کو ہدف طنز بنایا، وہاں اپنی معاشرت کی زوال پذیر عناصر کا مضحکہ بھی اڑایا اور یوں فضا کو اعتدال پر لانے کی بھرپور کوشش کی۔"(۱۱)

" اودھ پنچ" میں ابتدائی لکھنے والے اپنے قلمی نام سے نمایاں ہوتے رہے، جن میں مرزا مچھ بیگ (ستم ظریف کے نام سے) احمد علی شوق (الف ع شوق کے نام سے) تربھون ناتھ ہجر (ہجر کے نام سے) نواب محمد خان (آزاد کے نام سے) جوالہ پرشاد (ج-پ برق کے نام سے) احمد علی (الف ع کسمنڈی کے نام سے) اکبر حسین (اکبر الہ آبادی کے نام سے) عبدالغفور (شہباز کے نام سے) مولوی فضل ستار (لا ابالی کے نام سے) اور سید مقبول حسین (ظریف لکھنوی کے نام سے) تھے۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار ابتدا میں اس پرچے سے منسلک رہے، مگر جلد ہی انہوں سے علیٰحدگی اختیار کر لی تھی۔ تاریخ اردو ادب لکھنے والے نقاد اور محقق اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سارے اہلِ قلم طنز و مزاح اور پیروڈی وغیرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔

پیروڈی کے حوالے سے مظہر احمد نے دو نقادوں ڈاکٹر وزیر آغا اور رشید احمد صدیقی کی آرا کے ملاپ سے جو محاکمہ لکھا ہے، وہ یُوں ہے:-

> "دونوں حضرات (ڈاکٹر وزیر آغا اور رشید احمد صدیقی) کے نزدیک کسی تصنیف کی نقل جس کا نمونہ اصل سے ملتا جلتا ہو، اور صرف الفاظ میں ردوبدل کیا جائے، اور جس سے ہماری حسِ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

مزاح کو تقویت ملے، وہ پیروڈی ہے۔ اس طرح کی پیروڈی صرف تفریح اور تفنن طبع کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا بنیادی وصف ہنسی کے جذبات کو تحریک دینا ہوتا ہے۔ یہ اصل مضمون کا مضحکہ خیز چربہ اُتارتی ہے۔ اعلیٰ پیروڈی کے لیے ضروری ہے کہ جس تصنیف کے پیروڈی کی جارہی ہو، وہ بہت مشہور اور اعلیٰ درجے کی ہو یا کسی مشہور تخلیق کار سے منسوب ہو۔ رشید احمد صدیقی کا خیال ہے کہ کسی شاعر یا مصنف کے پیروڈی کرنا اِس امر کی دلیل ہے کہ اس کے کلام کا غیر معمولی چرچا ہے۔ بقول آل احمد سرور اس میں اسلوب کے ساتھ ساتھ کے فکری و فنی محور ہیں، ظاہر ہے کہ ایسے کلام کی طرف پیروڈی نگار متوجہ ہوگا، جو غیر معمولی طور پر مقبول ہو، لہٰذا پیروڈی کے لیے ضرور ہو گیا کہ اصل تصنیف اعلیٰ و عمدہ ہو، اس سے پیروڈی پڑھتے وقت اصل تصنیف خود بخود ذہن میں آجاتی ہے، وہ دیگر بات یہ کہ پیروڈی قارئین کے لیے قابل توجہ ہو جاتی ہے اور وہ ایک بڑے ادب پارے کی پیروڈی سے محظوظ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اصل تصیف کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔"(۱۲)

مظہر احمد نے پیروڈی کی جو تعریف و تفہیم کی ہے، اُسے انہوں نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ پیروڈی سے متعلق اِس سے عمدہ سبق جو انہوں نے سمجھایا ہے، اور کوئی نہ سمجھا سکا۔

برج موہن دتاتریہ کیفی نے ظرافت اور اس کے خاندان کا ایک شجرہ مرتب کیا ہے، جس سے ظرافت سے پھوٹنے والی شاخوں سے تعارف ہو جاتا ہے۔ نقشہ کچھ یوں مرتب کیا گیا ہے:

مطائبات

ظرافت

بذلہ	مزاح
پند	ہزل (۱۳)
طنز	

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

برج موہن دتاتریہ کیفی نے اِس شجرہ میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ظرافت میں مزاح کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، جس سے طنز و مزاح کے تمام حوالے جنم لیتے ہیں۔ اُن کے مطابق طنز، ہزل، ظرافت، پند اور بذلہ، مزاح کی مختلف شکلیں ہیں، اگر ان اصطلاحوں سے مزاح کو منہا کرلیں، تو یہ اصطلاحیں فقط گالی گلوچ بن کر رہ جائیں گی۔ (۱۴)

یوں تو مزاح اور ظرافت ایک ہی راستے کے دوراہی ہیں، مگر قدرے فرق کے ساتھ یہ اپنی اپنی دنیا آباد کیے ہوئے ہیں۔ اِس فرق کو ڈاکٹر اشفاق ورک یوں سمجھانے کی سعی کرتے ہیں:-

> "اردو ادب میں مزاح اور ظرافت سگے بہن بھائی کے طور پر جانے جاتے ہیں، لیکن بعض لوگوں نے دونوں کے درمیان بھی خفیف سا فرق دریافت کر رکھا ہے، ہمارے خیال میں اِس فرق کو اس طرح محسوس کیا جا سکتا ہے کہ ظرافت جہاں جہاں اپنا ایک خاص معیار رکھتی ہے، وہاں وہ مزاح کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے، لیکن جب یہی ظرافت ایک خاص سطح سے نیچے گر جاتی ہے، تو ہجو و ہزل کی صورت اختیار کر لیتی ہے، اور جب کبھی اِس سے بھی نیچے چلی جائے تو عریانی و فحاشی و بھکڑ پن کا روپ دھار لیتی ہے، مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ظرافت ہنسنے، ہنسانے والی ہر چیز میں موجود ہوتی ہے، لیکن یہ موقع، محل اور معیار و انداز کے اعتبار سے اپنا بدلتی چلی جاتی ہے۔" (۱۵)

ڈاکٹر اشفاق ورک نے ظرافت سے متعلق جو خاص معیار بتاتے ہوئے کہا ہے کہ ظرافت ایک خاص سطح سے نیچے گر جاتی ہے، تو ہجو و ہزل کی صورت اختیار کر لیتی ہے، اور مزید یہ کہ اس کا معیار مزید نیچے گر جائے تو عریانی و فحاشی و بھکڑ پن کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں مزاح بھی اگر ظرافت کے معیار کی طرح اپنا اثر کھو دیتی ہے، تو وہ بھی فحاشی و عریانی اور بھکڑ پن کا چولا پہن لے گی۔ اِس کی تعریف و تفہیم اور ہیت تک بدل جائے گی۔

ماخذ و مراجع

۱. مولانا الطاف حسین حالی، یادگارِ غالب، کشمیر کتاب گھر لاہور

۲. ڈاکٹر انور سدید، اردو نثر کے چند مزاح نگار، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد ۲۰۱۲ء، ص ۷

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 1, (Jan to Feb 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-I)urdu-22

۳.	ایضاً

4.	Journal Research BZU Multan, Volume. 41, issue I, Dec 2025

۵.	ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ، ہاشم شیر خان، مذاق دہلوی کی فکائیہ وطنزیہ شاعری، مشمولہ

۶.	اردو کے چند مزاح نگار، ص۸

۷.	ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ، ہاشم شیر خان، مذاق دہلوی کی فکائیہ وطنزیہ شاعری، مشمولہ

۸.	ڈاکٹر وزیر آغا، اردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ لاہور، ص۱۳۲

۹.	ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقیدی زاویے، لاہور، ص۲۶۶

۱۰.	عبدالسلام ندوی، شعر الہند، جلد اول، اعظم گڑھ، ص۳۷۸

۱۱.	ڈاکٹر وزیر آغا، اردو ادب میں طنز و مزاح، مکتبہ عالیہ لاہور، ص۱۹۹

۱۲.	مظہر احمد، پیروڈی، ایم-آر پبلی کیشن، دہلی، ص۱۱

۱۳.	برج موہن دتاتریہ کیفی، کیفیہ، انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان، بار دوم ۱۹۵۰ء، ص۳۳۳

۱۴.	فرحانہ منظور، اردو پیروڈی اور اودھ پنچ-ایک تحقیقی مطالعہ، مشمولہ، سالنامہ دریافت، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد، جنوری ۲۰۱۰ء، ص۴۴۵

۱۵.	ڈاکٹر اشفاق احمد ورک، اردو نثر میں طنز و مزاح، بیت الحکمت لاہور، ۲۰۰۴ء، ص۳۳